

سوال

طلاق کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تی روشنی میں کیا حکم ہوگا۔

شریعت نے طلاق کا حق اور اختیار صرف مرد کو دیا ہے بغیر بیوی کی رضامندی اور مرضی کے

یعنی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایسی صورت میں شریعت کی کیا ہدایات ہیں۔؟

کیا اس طلاق کے وقوع یا عدم وقوع میں عورت کے قول یا گواہی پر اعتبار ہوگا۔؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد!

یعنی ہے۔

آئمہ اربعہ سمیت جمہور اہل علم کے نزدیک گناہ کے باوجود وہ طلاق واقع ہو جائے گی،

وویسے موقف راجح ہے۔

شیخ ابن باز نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں

"لأن شرعاً كان بائناً تامةً، وأما ما ذكره من أن طلاقها بائناً غير تام، فإنه غير صحيح، لأن طلاقها بائناً تاماً، وهو الذي عليه جمهور العلماء، وهو ما ذكره في كتابه

يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن 1/ الطلاق

ن یکن طاہرات من دون جماع، أو حوامل. هذا هو الطلاق للعدة" انتی

نہا پاک کی لیبیا کہ لہذا میں اللہ و اللہ علیہ السلام میں طلاق کی افادگی کے بعد تین کوئی بائنی طلاق ہے جو

تہ:

{اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب آپ عورتوں کی طلاق دیں تو انہیں ان کی عدت (کے آغاز) میں طلاق دیں {الطلاق (1)}.

تے لیے طلاق ہے "انتہی

باز (21/286).

اس سلسلے میں بجز دائمہ سے سوال کیا گیا تو اس نے فرمایا

نتہی

"فتاویٰ اللمیۃ الدائمۃ" (20/58):

یوٹی طلاق میں عی نکی کنی یا یکھہ ہنوار طوق ہویں جسے بیارے کیکی ہنوار طوق جسکے آد صیح ہی ہے کہ یہ طلاق واقع نہیں ہوگی "انتہی

۲۔ حیض ہونے یا ہونے کے بارے میں عورت کا قول معتبر جانا جائے گا۔ خواہ وہ سچ بولے یا جھوٹ، جھوٹ ہونے کی صورت میں وہ خود گناہ گار ہے۔

هذا ما عندي والله اعلم بالصواب

فتاویٰ شانیہ

جلد 01